((لَا اِسْلَامَ اِلَّا بِالْجَمَاعَةِ))

(جماعت کے بغیر اسلام نہیں)

اسلام پر عمل کے لیے اجتماعیت کی اہمیت اور اساس

شائع کردہ
شعبہ تعلیم وتربیت
تنظیمِ اسلامی

دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی، ملتان روڈ چوہنگ، لاہور 53800
فون: 79-(042)35473375
ای میل: markaz@tanzeem.org
ویب سائٹ: www.tanzeem.org

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1-	اسلام پر عمل کے لیے اجتماعیت کی اہمیت اور اس کی اساس	2
2-	تمہیدی باتیں	2
3-	اسلام میں اجتماعیت کی اہمیت	2
4-	اجتماعیت کی اہمیت قرآنِ حکیم کی روشنی میں	3
5-	اجتماعیت کی اہمیت احادیث کی روشنی میں	4
6-	اجتماعیت کی اساس	5
7-	اجتماعیت کے لیے بیعت کی اساس منصوص ہے	5
8-	قرآنِ حکیم سے دلائل	6
9-	احادیثِ مبارکہ سے دلائل	8
10-	اجتماعیت کے لیے بیعت کی اساس مسنون ہے	11
11-	اجتماعیت کے لیے بیعت کی اساس ماثور ہے	12
12-	اجتماعیت کے لیے بیعت کی اساس معقول ہے	13
13-	مثالی نظم جماعت کے لیے شاہکار حدیث تنظیم کے نظم کی اساس	15
14-	اجتماعیت کے انتخاب کے لیے معیارات	15

اسلام پر عمل کے لیے اجتماعیت
کی اہمیت اور اس کی اساس [1]

☆تمہیدی باتیں:

1- اسلام دین ہے محض مذہب نہیں۔

2- اسلام پر بحیثیت دین عمل کے لیے انفرادی زندگی کے ساتھ ساتھ اجتماعی زندگی میں بھی اللہ کے احکامات کا نفاذ یعنی اقامتِ دین لازمی ہے۔

3- یہ ایک عالمگیر حقیقت (Universal Truth) ہے کہ دنیا میں کوئی بھی نتیجہ خیز کام، خواہ منفی ہو یا مثبت، بغیر اجتماعیت قائم کیے ممکن نہیں۔ اسی طرح اگر اسلام پر بحیثیتِ دین عمل کے لیے اقامتِ دین لازمی ہے تو اس کے لیے جدوجہد بھی ایک اجتماعیت کے قیام کی متقاضی [2] ہے۔

☆اسلام میں اجتماعیت کی اہمیت:

دینِ اسلام میں اہم امورِ زندگی اور دینی شعائر [3] کی ادائیگی کے لیے اجتماعیت اختیار کرنے کی انتہائی تاکید کی گئی ہے، مثلاً:

1- سفر کے حوالے سے ہدایت ہے کہ:

((اِذَا خَرَجَ ثَلَاثَۃٌ فِی سَفَرٍ فَلْیُؤَمِّرُوْا اَحَدَھُمْ)) (ابو داؤد)

''جب تم میں سے تین افراد سفر پر نکلیں تو چاہیے کہ اپنے میں سے ایک کو امیر بنالیں''۔

2- تمام ارکانِ اسلام یعنی نماز، روزہ، اموالِ ظاہرہ پر زکوۃ اور حج کی ادائیگی اجتماعی نظم کے تحت ہوتی ہے۔

3- نمازِ جمعہ اور عیدین کی ادائیگی بغیر اجتماعیت کے ممکن نہیں۔

---

(۱) بنیاد (۲) تقاضا کرنے والی۔ طلب کرنے والی (۳) دینی رسوم

☆اجتماعیت کی اہمیت قرآن حکیم کی روشنی میں:

قرآن حکیم، انفرادی واجتماعی، ہر سطح پر عمل کے لیے اجتماعیت اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے:

1- انفرادی زندگی میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کے لیے صادقین کی صحبت سے استفادہ [1] ضروری ہے۔ (التوبہ: 119)

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ O

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ تبارک تعالیٰ کی نافرمانی سے بچو...... اور ہو جاؤ سچوں کے ساتھ''

اگر آدمی اکیلے زندگی بسر کر رہا ہے تو کون اُس کی اصلاح کرے گا؟ جماعتی زندگی کی یہ برکت ہے کہ ساتھی خامیوں کی اصلاح کرتے رہتے ہیں اور اس طرح انسان کا تزکیہ ہوتا رہتا ہے۔ (صادقین کی وضاحت، الحجرات: 15)

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجٰھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ط اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ O

''مومن تو وہ ہیں کہ جب وہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آئے...... پھر وہ کسی شک میں نہ پڑے...... اور انہوں نے اپنے مال اور جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کیا...... یہی سچے ہیں۔''

2- دوسروں کو اللہ کی بندگی کی دعوت دینے کے حوالے سے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''چاہیے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو جو خیر کی طرف بلائے، نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے اور یہ ہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں''۔ (آل عمران: 104)

(خیر کی وضاحت کے لیے ملاحظہ فرمائیے النحل: 30)

وَقِیْلَ لِلَّذِیْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّکُمْ ط قَالُوْا خَیْرًا ط لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا حَسَنَۃٌ ط وَلَدَارُ الْاٰخِرَۃِ خَیْرٌ ط وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِیْنَO

---

(۱) فائدہ حاصل کرنا

''اور جب پوچھا گیا ان لوگوں سے جو کہ اللہ کا تقوی اختیار کرنے والے ہیں......تمہارے رب نے کیا نازل کیا......انہوں نے کہا کہ ہمارے رب نے خیر نازل کی......تو وہ لوگ کہ جنہوں نے اچھی روش اختیار کی......نیکی کی روش اختیار کی ان کے لئے دنیا کے اندر بھی بھلائی ہے......اور آخرت کا گھر کہیں بہتر ہے......اور متقیوں کا کیا ہی عمدہ گھر ہے۔''

3- سورۃ العصر میں حق کی تلقین وتاکید کرنے کے لیے تواصی کا لفظ آیا ہے جس کے معنی ہیں مل جل کر اور اہتمام کے ساتھ حق کی تبلیغ کرنا۔

(سب سے بڑا حق ہے اللہ کی زمین پر اللہ کے احکامات کا نفاذ یعنی اقامتِ دین)

4- اقامتِ دین کی جدوجہد کے حوالے سے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اللہ ایسے بندوں سے محبت فرماتا ہے جو اس کے دین کے غلبے کے لیے جنگ کریں مگر اس طرح منظّم ہو کر گویا وہ ہوں سیسہ پلائی ہوئی دیوار''۔(الصّف:4)

5- سورۃ المائدہ رکوع 4 میں بیان کیا گیا کہ اللہ کے دو جلیل القدر رسول حضرت موسیٰؑ ور حضرت ہارونؑ باوجود شدید خواہش کے دین غالب نہ کر سکے کیوں کہ قوم نے ساتھ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ گویا بغیر اجتماعیت کے دین کے غلبے کی جدوجہد کامیاب نہیں ہوسکتی۔

☆اجتماعیت کی اہمیت احادیث کی روشنی میں:

1- **عَنْ عُمَرَؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ عَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَاِیَّاکُمْ وَالْفُرْقَةَ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ وَھُوَ مِنَ الْاِثْنَیْنِ اَبْعَدُ مَنْ اَرَادَ بُحْبُوْحَةَ الْجَنَّةِ فَلْیَلْزِمِ الْجَمَاعَةَ** (رواہ الترمذی)

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''تم پر جماعت کا التزام کرنا لازم ہے اور یہ کہ جدا ہونے سے بچو۔ پس بے شک شیطان ایک کے ساتھ ہوتا ہے اور دو سے نسبتاً زیادہ دور ہوتا ہے۔ جو کوئی جنت کی خوشبو (کے حصول) کا طلب گار ہو پس وہ جماعت کے ساتھ جڑا رہے۔

2- **عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ یَدُ اللّٰهِ عَلَی الْجَمَاعَةِ وَ مَنْ شَذَّ شَذَّ اِلَی النَّارِ** (رواہ الترمذی،الجامع الصغیر)

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ بے شک اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے جو کوئی جماعت سے علیحدہ ہوا، وہ تنہا رہ گیا جہنم کی طرف۔

3- **عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثٌ لَا یُغِلُّ عَلَیْهِنَّ قَلْبُ مُسْلِمٍ اِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ وَمُنَاصِحَةُ وُلَاةِ الْاَمْرِ وَلُزُوْمُ الْجَمَاعَةِ فَاِنَّ دَعْوَتَهُمْ تُحِیْطُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ** (ترمذی، ابوداؤد)

حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنا کہ تین باتیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے ایک مسلمان کا دل نفاق میں مبتلا نہیں ہوتا، عمل کا خالصتاً اللہ کے لیے ہونا، ذمہ دار حضرات کے ساتھ خیر خواہی و وفاداری کرنا اور جماعت کے ساتھ چمٹے رہنا کہ بے شک جماعت والوں کی دعائیں اسے محفوظ رکھتی ہیں۔

4- **عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الشَّیْطٰنَ ذِئْبُ الْاِنْسَانِ کَذِئْبِ الْغَنَمِ یَاْخُذُ الشَّاةَ الْقَاصِیَةَ وَالنَّاحِیَةَ وَاِیَّاکُمْ وَالشِّعَابَ وَعَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْعَامَّةِ** (مسند احمد)

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ بے شک شیطان انسان کے لیے اسی طرح کا بھیڑیا ہے جیسے بکریوں کے لیے بھیڑیا ہوتا ہے۔ وہ ایسی بکری کو پکڑتا ہے جو ریوڑ سے دور ہوتی ہے یا کنارے کنارے چلتی ہے۔ تم بچو پہاڑ کی گھاٹیوں (یعنی گمراہی) سے اور جماعت اور عوام کے ساتھ رہو۔

مندرجہ بالا احادیث میں مسلمانوں کو الجماعۃ کے ساتھ رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔ الجماعۃ سے مراد پوری کی پوری اُمت مسلمہ ہے جبکہ وہ ایک امیر کی قیادت میں متحد ہو۔ البتہ بحالتِ موجودہ دنیا میں الجماعۃ موجود ہی نہیں اور مسلمان مختلف قومیتوں میں بٹے ہوئے

ہیں۔ لہٰذا اس صورتِ حال میں مندرجہ بالا احادیث پر عمل کا طریقہ یہ ہے کہ ایسی جماعت میں شامل ہوا جائے جو پھر سے الجماعۃ قائم کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔

☆اجتماعیت کی اساس:

1-دستوری	2- شخصی بیعت کی بنیاد پر
(i) مقصد: حقوق کا حصول/ اصلاح جس کا احساس بیک وقت لوگوں کو ہوتا ہے۔	اہم دینی ذمہ داری جس سے لوگ غافل ہوتے ہیں
(ii) نظم: ڈھیلا	مضبوط
(iii) سند: قرآن/ حدیث/ سلف صالحین کی روایات سے کوئی ثبوت نہیں	منصوص/ مسنون/ ماثور معقول عقلی و منطقی

☆اجتماعیت کے لیے بیعت کی اساس منصوص ہے:

اجتماعیت کے لیے بیعت کی اساس منصوص ہے یعنی اس اساس کے لیے قرآن و حدیث میں واضح دلائل موجود ہیں۔

☆قرآن حکیم سے دلائل:

1- سورۃ التوبہ آیت 111 میں فرمایا گیا:

''بے شک اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی جانیں اور مال خرید لیے ہیں جنت کے عوض۔ وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں، قتل کرتے ہیں (کافروں کو) اور قتل کیے جاتے ہیں۔ یہ (جنت کا) وعدہ اللہ کے ذمہ ہے تورات، انجیل اور قرآن میں اور اللہ سے بڑھ کر کون وعدے کو پورا کرنے والا ہے۔ پس خوشیاں مناؤ اس سودے پر جو تم نے اللہ کے ساتھ کیا اور یہی ہے شاندار کامیابی''۔

اس آیت میں اُس سودے کا ذکر ہے جو ایک شخص کلمہ طیبہ پڑھ کر اللہ کے ساتھ کرتا

ہے۔ اس سودے کے لیے بیع کا لفظ آیا ہے جس سے لفظ بیعت بنا ہے۔ یہ بیع اللہ کے ساتھ ہے لیکن اس کے لیے بیعت (Hand Shake) اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ اور ان کے بعد کسی اُمتی کے ساتھ ہوگی۔ اس طرح سے بیعت کرنے والوں کی صفات اگلی آیت میں بیان کی گئی ہیں:

''وہ توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، دنیوی لذتوں کو ترک کرنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیکی کا حکم دینے والے، برائی سے روکنے والے اور اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے ہیں''۔

2- سورۃ الفتح آیت 10 میں بیعتِ رضوان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا:

''بے شک جو لوگ (اے نبی ﷺ) آپ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں وہ دراصل اللہ کے ساتھ بیعت کر رہے ہیں۔ ان کے ہاتھوں کے اُوپر اللہ کا ہاتھ ہے''۔ اسی سورۃ کی آیت 18 میں مزید فرمایا گیا:

''اللہ راضی ہو گیا ان مومنوں سے جو (اے نبی ﷺ) آپ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے درخت کے نیچے''۔

3- سورۃ الصّف آیت 9 میں اللہ کے دین کے غلبہ کو نبی اکرم ﷺ کا مقصدِ بعثت قرار دیا گیا:

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝

''اس نے اپنے رسول کو بھیجا ہے کامل ہدایت (قرآن) دے کر اور ایک عدل کا نظام دے کر تا کہ اسے کل کے کل نظام زندگی پر غالب کر دیں خواہ یہ بات مشرکوں کو کتنی ہی ناپسند ہو''

اس سورۃ کی بقیہ آیات میں مختلف اسالیب سے اہل ایمان کو غلبۂ دین کی جدوجہد میں شامل ہونے کی دعوت دی گئی ہے۔ آخری آیت میں وضاحت فرما دی گئی ہے کہ نصرتِ دین کے لیے جماعت کس طرح بنے گی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ

لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَى اللّٰهِ ط

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ کے مددگار بن جاؤ جیسا کہ عیسیٰ ابن مریمؑ نے اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ کون ہے میرا مددگار اللہ کے لیے"۔

شخصی بیعت کے طریقہ کار میں بھی ایک اللہ کا بندہ، اللہ کی یعنی اس کے دین کی نصرت کے لیے آواز لگاتا ہے "مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَى اللّٰهِ" اور جن لوگوں کو اللہ کے اس بندے پر اعتماد اور اس کے اختیار کردہ طریقہ کار پر اطمینان ہوتا ہے، وہ اس کی پکار پر لبیک کہہ کر جماعت کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

4- سورۃ التغابن آیت 16 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"پس اللہ کی نافرمانی سے بچو اپنی امکانی حد تک اور سنو اور اطاعت کرو"۔ اس آیت پر عمل اسی وقت ممکن ہے جبکہ کوئی ہمارا امیر ہو اور ہم اُس کا حکم سنیں اور پھر اُسے بجا لائیں۔ صحابہ کرامؓ نبی اکرم ﷺ کا حکم سن کر اطاعت کرتے تھے۔ خلافتِ راشدہ کے دور میں امارت کا منصب خلفاء کو حاصل تھا۔ لیکن خلافت کے خاتمہ کے بعد اس حکم پر عمل کی ایک ہی صورت ہے کہ احیائے خلافت [۱] کے لیے کوشش کرنے والی جماعت کے امیر کا حکم سنا اور مانا جائے۔

5- واقعاتِ قرآنی جن میں سمع وطاعت کے نظم کو نمایاں کیا گیا ہے:

❖ سورۃ البقرۃ رکوع 32-33 میں حضرت طالوت کی جالوت کے ساتھ جنگ کا تذکرہ ہے۔ حضرت طالوت نے نظم کے اعتبار سے اپنے لشکر کا جائزہ لیا۔ انھوں نے اپنے ساتھ چلنے والوں سے کہا کہ راستے میں ایک نہر آ رہی ہے۔ جس نے بھی اس سے سیر ہو کر پانی پیا وہ میرے ساتھ آگے نہ جا سکے گا۔ لہٰذا حضرت طالوت کے ساتھ جنگ میں وہی جواں مرد شریک ہوئے جنھوں نے سمع وطاعت کے نظم کا مظاہرہ کیا۔

❖ سورۂ آل عمران رکوع 13-18 میں جنگِ اُحد پر تبصرہ کیا گیا ہے۔ اس جنگ میں اللہ نے مسلمانوں کی شکست کا ذمہ دار اُن حضرات کو قرار دیا جنھوں نے اپنے امیر

(۱) نظامِ خلافت کا دوبارہ قیام

حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کے حکم کو نہ مانا اور پہاڑی درّہ چھوڑ کر نیچے آ گئے (آیت:152)۔ 35 ساتھیوں نے سمع وطاعت کا اصول توڑا لہٰذا فتح شکست میں بدل گئی اور 70 صحابہ کرامؓ شہید ہو گئے۔

❖ سورۃ النمل میں ملکہ سبا کا واقعہ بیان ہوا ہے۔ ملکہ نے جب اپنے ماتحت سرداروں کے سامنے حضرت سلیمانؑ کے خط اور ان کی دعوت کا ذکر کیا تو سرداروں کا جواب سمع و طاعت کے نظم کے عین مطابق تھا:

"ہم بڑے زور آور اور جنگجو ہیں اور اب معاملہ آپ کے اختیار میں ہے آپ دیکھئے کہ کیا حکم دینا چاہتی ہیں"۔ (آیت:33)

☆احادیثِ مبارکہ سے دلائل:

1- **عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ خَلَعَ يَدًا مِّنْ طَاعَةٍ لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا حُجَّةَ لَهٗ وَ مَنْ مَاتَ وَ لَيْسَ فِيْ عُنُقِهٖ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً** (رواہ مسلم)

حضرت عبداللہ عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے سنا اللہ کے رسول ﷺ کو وہ فرما رہے تھے، جس نے امیر کی اطاعت سے ہاتھ کھینچ لیا وہ روزِ قیامت اللہ سے اس طرح ملے گا کہ اس کے پاس کوئی دلیل نہ ہوگی اور جو کوئی مر گیا اس حال میں کہ اس کی گردن میں بیعت کا قلادہ [۱] نہ تھا وہ مرا جاہلیت کی موت۔

(i) اسلام غالب ہو اور تمام مسلمانوں نے خلیفۃ المسلمین کے ہاتھ پر بیعت کر رکھی ہو۔

(ii) اسلام مغلوب ہو۔ اس صورت میں ہر مسلمان کو کسی ایسی جماعت کے امیر کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس جماعت میں شامل ہونا چاہیے جو پھر سے اسلام کو غالب کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔

(iii) اسلام مغلوب ہو اور کوئی جماعت ایسی موجود نہ ہو جو پھر سے غلبۂ دین کے لیے کوشاں ہو یا جماعت تو موجود ہو لیکن جماعت کے امیر یا جماعت کے

(۱) پٹا

طریقہ کار سے اہم نوعیت کا اختلاف ہو۔ ایسی صورت میں اختلاف کرنے والے فرد کو چاہیے کہ خود داعی بن کر کھڑا ہو اور لوگوں کو اقامتِ دین کی جدوجہد کے لیے اپنے ساتھ شامل کرنے کی کوشش کرے۔

2- **عَنِ الْحَارِثِ الْاَشْعَرِیِّ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اٰمُرُکُمْ بِخَمْسٍ بِالْجَمَاعَۃِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَۃِ وَالْھِجْرَۃِ وَالْجِھَادِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ** (ترمذی، مسند احمد)

"حضرت حارث الاشعریؓ سے روایت ہے کہ فرمایا اللہ کے رسول ﷺ نے "میں تمھیں پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں جماعت اختیار کرنے کا، سننے کا، اطاعت کرنے کا، ہجرت کرنے کا اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کا"۔

اس حدیث کے آخر میں ہجرت اور جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔ ہجرت اور جہاد دونوں کے درجات ہیں۔ ایک حدیثِ نبوی کی روشنی میں **افضل ھجرت** ہر اس کام کو ترک کر دینا ہے جو اللہ کو ناپسند ہو۔ **اعلیٰ ھجرت** یہ ہے کہ جب کسی معاشرے میں برائی کے خلاف جدوجہد کرنے والوں کی قوت اتنی بڑھ جائے کہ ظالمانہ نظام کے محافظ ان کی جانوں کے دشمن ہو جائیں اور پھر انھیں اپنی اس سرزمین سے ہی ہجرت کرنی پڑ جائے۔ اسی طرح **افضل جھاد** ہے نفس کے خلاف کوشش تاکہ اُسے شریعت پر عمل کا پابند کیا جا سکے۔ **اعلیٰ جھاد** اُس وقت ہوتا ہے جب اتنی قوت فراہم کر دی جائے کہ دشمن جہاد کرنے والوں کو کچلنے کے لیے میدان میں آ جائے اور جہاد قتال میں بدل جائے۔ ظلم اور منکرات کے خلاف منظّم اجتماعی جدوجہد کے بغیر **اعلیٰ ھجرت** اور **اعلیٰ جھاد** کے مراحل آ ہی نہیں سکتے۔ اسی لیے حدیث میں پہلے جماعت کے التزام[۱] کا حکم دیا گیا اور جماعت کا نظم یہ بتایا گیا کہ سنو اور مانو۔ اس کے بعد ہجرت و جہاد کا ذکر ہے۔

3- **عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ**

(۱) لازم کرنا

اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ وَمَنْ اَطَاعَ اَمِیْرِیْ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ عَصٰی اَمِیْرِیْ فَقَدْ عَصَانِیْ (بخاری)

"حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ بے شک فرمایا اللہ کے رسول ﷺ نے جس نے میری اطاعت کی پس اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی پس اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔"

ایک متفق علیہ روایت میں یہ آپ نے عمومی طور پر فرمایا:

مَنْ یُّطِعِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ یَّعْصِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ عَصَانِیْ

"جو امیر کی اطاعت کرتا ہے اس نے میری اطاعت کی اور جو امیر کی نافرمانی کرتا ہے اس نے میری نافرمانی کی۔"

4- **اِنَّہٗ لَا اِسْلَامَ اِلَّا بِجَمَاعَۃٍ وَلَا جَمَاعَۃَ اِلَّا بِاِمَارَۃٍ وَلَا اِمَارَۃَ اِلَّا بِطَاعَۃٍ** (سنن دارمی)

"یقیناً اسلام ہے ہی نہیں بغیر جماعت کے اور جماعت ہے ہی نہیں بغیر امارت کے اور امارت ہے ہی نہیں بغیر (امیر کے احکامات کی) اطاعت کے۔"

یہ حضرت عمرؓ سے مروی موقوف حدیث ہے جس سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ غیر جماعتی زندگی دراصل غیر اسلامی زندگی ہے۔ پھر اصل میں وہی اجتماعیت، جماعت کہلانے کی حقدار ہے جس کا ایک امیر ہو اور اس امیر کی اطاعت کی جا رہی ہو۔

☆اجتماعیت کے لیے بیعت کی اساس مسنون ہے:

نبی اور اُمتی کا رشتہ انسانی زندگی کا اہم ترین رشتہ ہے۔ کسی ہستی کو نبی مان لینے کے بعد اس کے ہر حکم کی اطاعت لازم ہے اور نافرمانی سے انسان کا ایمان ہی معتبر نہیں رہتا (سورۃ الاحزاب آیت:36)۔

وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗٓ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ

الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا O

"اور جائز نہیں ہے کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کے لئے کہ جب فیصلہ کر دے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کسی کام کا کہ ہو ان کے لئے کوئی اختیار ان کے معاملے میں......اور جس کسی نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی، پس وہ تو بھٹک گیا بالکل واضح بھٹکنا۔"

لہٰذا نبی کریم ﷺ کو اس کی ضرورت نہ تھی کہ اپنے اُمتیوں سے سمع وطاعت کی بیعت لیں۔ لیکن آپ ﷺ نے بعد میں آنے والوں کے لیے ایک سنت جاری فرمائی اور مختلف مواقع پر صحابہ کرامؓ سے بیعت لی۔ اس سلسلے میں چند مثالیں حسب ذیل ہیں:

1- امام نسائیؒ نے اپنے مجموعۂ حدیث کی جلد دوم "کِتَابُ الْبَيْعَةِ" میں نبی اکرم ﷺ کی مختلف عنوانات سے مندرجہ ذیل دس بیعتوں کا ذکر کیا ہے:

i- اَلْبَيْعَةُ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ — ii- اَلْبَيْعَةُ عَلَى الْاَثَرِ

iii- اَلْبَيْعَةُ عَلٰى اَنْ لَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهٗ — iv- اَلْبَيْعَةُ عَلَى الْمَوْتِ

v- اَلْبَيْعَةُ عَلَى الْقَوْلِ بِالْحَقِّ — vi- اَلْبَيْعَةُ عَلَى الْقَوْلِ بِالْعَدْلِ

vii- اَلْبَيْعَةُ عَلَى النُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ — viii- اَلْبَيْعَةُ عَلٰى اَنْ لَّا نَفِرَّ

ix- اَلْبَيْعَةُ عَلَى الْجِهَادِ — x- اَلْبَيْعَةُ عَلَى الْهِجْرَةِ

2- 12 نبوی ﷺ میں اہل یثرب سے لیلۃ العقبۃ میں بیعت لی گئی۔ بیعتِ عقبۂ اولیٰ

3- 13 نبوی ﷺ میں اہل یثرب سے بیعت لی گئی۔ بیعتِ عقبۂ ثانیہ

4- 5 ہجری میں غزوہ احزاب سے قبل خندق کی کھدائی کے دوران کا ایک واقعہ جس میں بیعتِ جہاد کا ذکر ہے:

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا — عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا اَبَدًا

"ہم ہیں وہ جنہوں نے محمد ﷺ کے ہاتھ پر رہتے دم تک جہاد کے لیے بیعت کی ہے"۔ (بخاری)

5- 6 ہجری میں صلح حدیبیہ سے قبل بیعتِ رضوان (خونِ عثمانؓ کا بدلہ لینے کے لیے)

6- خواتین سے بیعت۔ بیعت النساء (سورۃ الممتحنۃ:12)

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ O

اے نبی ﷺ اور جب آپ کے پاس آئیں مومن خواتین اور وہ آپ سے بیعت کریں اس چیز پر کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی اور چوری نہ کریں گی اور زِنا نہ کریں گی اور اپنی اولادوں کو قتل نہ کریں گی اور کوئی ایسا بہتان نہیں اٹھائیں گی جو کہ ان کے ہاتھوں اور ان کے پاؤں کے درمیان ہو اور کسی بھی بھلے کام میں آپ کی نافرمانی نہ کریں گی اے نبی ﷺ آپ ان سے بیعت کر لیجیے اور آپ اللہ تبارک وتعالیٰ سے ان کے حق میں بخشش مانگیے بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔"

☆اجتماعیت کے لیے بیعت کی اساس ماثور ہے:

اجتماعیت کے لیے بیعت کی اساس ماثور ہے یعنی سلف صالحین سے اسی اساس کا ثبوت ملتا ہے۔ البتہ یہ اصول طے ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد جس کے ہاتھ پر بھی بیعت کی جائے گی وہ بیعت سمع وطاعت فی المعروف ہوگی۔ یعنی صرف ایسی باتوں کے ذیل میں امیر کی اطاعت کی جائے گی جو قرآن وسنت کی تعلیمات کے خلاف نہ ہوں۔

شخصی بیعت کے حوالے سے اسلاف سے ہمیں حسب ذیل مثالیں ملتی ہیں:

1- خلافتِ راشدہ میں چاروں خلفاء کی خلافت بیعت سمع وطاعت کے نظم پر قائم ہوئی۔

2- دورِ ملوکیت میں حکمران خود کو خلیفہ کہلواتے رہے اور عوام سے بیعت لیتے رہے۔

3- دورِ ملوکیت میں حکومت کے خلاف تحریکیں بیعت کی اساس پر اُٹھائی گئیں۔ جن اصحاب نے یہ تحریکیں برپا کیں وہ حسب ذیل ہیں:

i- حضرت حسینؓ بن علیؓ — شہادت ۶۱ ہجری — دورِ بنی اُمیہ

ii-	حضرت عبداللہ بن زبیرؓ	شہادت ۷۳ہجری	دورِ بنی اُمیہ
iii-	حضرت زید بن علی بن حسینؓ	شہادت ۱۲۱ہجری	دورِ بنی اُمیہ
iv-	حضرت محمد بن عبداللہؓ (نفس ذکیہ)	شہادت ۱۴۵ہجری	دورِ بنی عباس
v-	حضرت حسین بن علیؓ	شہادت ۱۷۰ہجری	دورِ بنی عباس

4- دورِ ملوکیت میں صوفیاء نے لوگوں کی رُشد و اصلاح کے لیے بیعت ارشاد کی بنیاد پر تصوف کے سلسلوں کا آغاز کیا۔

5- دورِ غلامی میں غیر مسلم حکومتوں کے خلاف آزادی اور احیائے اسلام کی تحریکیں بیعت کی اساس پر چلائی گئیں۔ لیبیا میں سنوسی تحریک، سوڈان میں مہدی تحریک، نجد میں وھابی تحریک اور برعظیم پاک و ہند میں تحریک شہیدین کی اساس بیعت پر تھی۔

6- بیسویں صدی عیسوی میں احیائے دین کے لیے جو تحریکیں شروع ہوئیں اُن میں مصر کی الاخوان المسلمون (امیر حسن البنا شہیدؒ) اور برعظیم پاک و ہند میں حزب اللہ (امیر مولانا ابوالکلام آزاد) کی بنیاد بیعت پر رکھی گئی۔

1920ء میں شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ نے تجویز پیش کی کہ مولانا ابوالکلام آزاد کو امام الہند مان کر ان کے ہاتھ پر بیعتِ جہاد کی جائے لیکن بعض وجوہات کی بناء پر اس تجویز پر عمل نہ ہوسکا۔

دسمبر 1994ء میں ڈاکٹر برہان احمد فاروقی صاحب کی کتاب ''علامہ اقبال اور مسلمانوں کا سیاسی نصب العین'' شائع ہوئی۔ اس کتاب میں ڈاکٹر صاحب نے انکشاف کیا اور شواہد پیش کیے کہ علامہ اقبال بھی اپنی زندگی کے آخری دور میں جمعیت شبان المسلمین کے نام سے ایک جماعت بنانا چاہتے تھے جس کی اساس بیعت کے اصول پر قائم کرنے کا ارادہ تھا اور جس کا مقصد دین اسلام کا احیاء تھا۔

(ملاحظہ فرمایئے علامہ اقبال کی آخری خواہش، مؤلف: حافظ عاکف سعید)

☆اجتماعیت کے لیے بیعت کی اساس معقول ہے:

1- دنیا میں کوئی نظام یا ادارہ چل ہی نہیں سکتا جب تک کہ اس میں کوئی ایک ایسا عہدیدار

یا Cader موجود نہ ہو جس کا فیصلہ حتمی یا حرف آخر ہو۔ یہ ہی وجہ ہے کہ انتظامی حوالے سے یہ بات خواہی نخواہی[۱] تسلیم کی جاتی ہے کہ

"Boss is Always Right"[۲]

''باس (آقا) ہمیشہ درست ہوتا ہے''

2- کسی بھی اجتماعیت کے نظم کا تعلق اس کے کام اور ہدف سے ہوتا ہے۔ اگر کوئی اجتماعیت محض خدمتِ خلق، تبلیغ، تدریس، نشر و اشاعت وغیرہ کے لیے بنی ہے اور جس میں کسی قوت سے عملی ٹکراؤ کی نوبت آنے کا امکان نہیں وہاں ڈھیلا ڈھالا نظم بھی چل سکتا ہے۔ البتہ جہاں معاملہ انقلابی نوعیت کا یعنی نظام کی تبدیلی کا ہو اور کسی دشمن سے ٹکراؤ کا اندیشہ بھی ہو وہاں تو سمع و طاعت ہی کا نظم نتیجہ خیز ہوسکتا ہے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ Army Discipline کے لیے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں:

[۱]Their's Not to Reason Why

Their's But to Do and Die

3- دنیا میں آج تک جتنے بھی اہم اور قابلِ ذکر کام ہوئے ان کے پیچھے کسی ایک ہی شخصیت کی رہنمائی و قیادت ہمیں نظر آتی ہے۔ بقول مولانا مودودیؒ:

''کوئی تحریک اس کے بغیر نہیں چل سکتی کہ اس کو ایک شخصیت لے کر چلے جسے تحریک کے اندر بھی دلوں اور دماغوں پر غیر معمولی اثر حاصل ہو اور تحریک کے گرد و پیش عام پبلک میں بھی اس کے اثرات پھیلتے چلے جائیں۔ دینی تحریک ہو یا دنیوی، ایک شخصیت کے بغیر اس کا کام نہیں چلتا۔ اللہ تعالیٰ نے خود اسلامی تحریک کے لیے انبیاء کی شخصیتیں سامنے لا کر رکھ دیں اور ان کا غیر معمولی وزن اپنی مشیت ہی سے نہیں، اپنے احکام سے بھی قائم کیا۔ انبیاء کے بعد جب اور جہاں بھی کوئی دینی تحریک اُٹھی

(۱) ناچار۔ مجبوری سے۔

(۲) اسلام میں یہ بات اس شرط کے ساتھ قابل تسلیم ہے کہ باس معروف کے دائرے میں فیصلہ دے۔

(۳) ''کسی حکم کی عِلت معلوم کرنے کی بجائے اس کی تعمیل لازم ہے خواہ اس میں جان چلی جائے''

ہے ایک شخصیت کے بل پر اُٹھی ہے، اور بڑی بڑی شخصیتوں نے کسی دنیوی غرض کے لیے نہیں بلکہ خدا کے دین کی خاطر یہ ایثار کیا ہے کہ اپنا سارا وزن اس کے وزن میں شامل کر کے اس کا وزن بڑھایا اور گردوپیش کی دنیا میں اس کا اثر قائم کیا''۔(اقتباس از تحریک جماعتِ اسلامی کا ایک گمشدہ باب صفحہ 316، مؤلف: ڈاکٹر اسرار احمد)

مثالی نظم جماعت کے لیے شاہکار حدیث

تنظیم اسلامی کے نظم کی اساس

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَایَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ عَلَی السَّمْعِ وَالطَّاعَۃِ فِیْ الْعُسْرِ وَالْیُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَکْرَہِ وَ عَلٰی اَثَرَۃٍ عَلَیْنَا وَ عَلٰی اَنْ لَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَھْلَہٗ وَ عَلٰی اَنْ نَّقُوْلَ بِالْحَقِّ اَیْنَمَا کُنَّا لَا نَخَافُ فِی اللّٰہِ لَوْمَۃَ لَائِمٍ (متفق علیہ)

''حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اللہ کے رسول ﷺ سے بیعت کی سننے اور اطاعت کرنے کی مشکل اور آسانی میں، دلی آمادگی اور ناگواری میں اور خواہ کسی کو ہم پر ترجیح دے دی جائے اور یہ کہ ہم ذمہ دار حضرات سے نہیں جھگڑیں گے اور یہ کہ ہم جہاں کہیں ہوں گے حق بات ضرور کہیں گے اور اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کریں گے۔

☆اجتماعیت کے انتخاب کے لیے معیارات:

1- اعلانیہ مقصد (Declared Goal) دین کو مکمل نظامِ زندگی کے طور پر قائم کرنا ہو۔
2- دعوت اور نظام تربیت میں قرآنِ حکیم کو مرکزی اہمیت حاصل ہو۔
3- انقلاب کے لیے طریقۂ کار سنتِ نبوی ﷺ سے ماخوذ (۱) ہو۔
4- بنیاد انتہائی منظّم اور سمع وطاعت (Listen & Obey) والے نظام پر ہو۔
5- قیادت کی سیرت وکردار پر اعتماد ہو۔

---
(۱) اخذ کیا ہوا۔ حاصل کیا ہوا۔